حقیقت ماتم

(مصنفہ)

حضرت سید العلماء مولانا السید علی نقی النقوی دام ظلہ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس

(لکھنؤ)

امامیہ مشن کی چودھویں خدمت

یہ رسالہ اُس تشنگی کے دُور کرنے کے لئے ہے جو اکثر جویائے حقیقت افراد کو "حقیقت اسلام" کے سمجھنے کے لیے عرصہ سے محسوس ہو رہی ہے۔

اس سلسلہ میں ہمارے پاس خطوط بھی آئے جن میں اس قسم کے رسالہ کی شدید ضرورت ظاہر کی گئی تھی۔

یہ رسالہ اگرچہ مختصر ہے مگر اس کا مقصد بہت اہم ہے امید ہے کہ طالبان حقیقت اس کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ والسلام

خادم قوم

سید مصطفیٰ حسن رضوی

آنریری سکریٹری امامیہ مشن نخاس لکھنؤ

ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ سیدنا محمد سید المرسلین و آلہ الطیبین الطاہرین۔

"اسلام" گویا ایک "خواب" تھا جسے "کثرت تعبیر" نے پریشان بنا دیا۔ کوئی کہتا ہے کہ اسلام فقط کلمہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کا نام ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص شہادتین کا اقرار کرتا ہو اور ان عبادات کا پابند ہو تو وہ سچا مسلمان ہے چاہے اپنے اخلاق مین وہ کتنا ہی پست اور دوسرون سے معاملات میں کتنا ہی کھوٹا کیون نہو۔ اسلام کی اسی تعبیر کی بنا پر آج مردم شماری کی بنیاد ہے اور میں بھی اسلام کے رسمی احکام کے لحاظ سے اسے مان لوں گا مگر یاد رکھنا چاہئے کہ قانونی طور پر مسلمانوں کے خانہ میں نام درج ہو جانا اور چیز ہے اور حقیقی مسلمان ہونا دوسری چیز ہے کیا ایسے ہی مسلمان وہ ہو سکتے ہیں کہ جنھیں خدا نے دنیا کی آبادی کا ذریعہ قرار دیا ہے اور ان ہی لوگون سے فانتم الاعلون (تم سب سے بلند رہو گے) کا وعدہ پورا ہو سکتا ہے اور یہی وہ ہیں جو زمین کے حاکم اور مالک بنائے جا سکیں؟

اس خیال کا ردعمل یہ تھا کہ بعض لوگوں کو اس کا احساس شدید پیدا ہو گیا کہ یہ چیزیں اسلام کی بنیاد اساسی نہیں ہو سکتیں۔ انھوں نے اسلام کی تفسیر "غلبہ و اقتدار" سے کر لی اور ذوق جہانبانی و شوق حکمرانی ہی کو سب کچھ سمجھ لیا اور نظام عسکریت کو اس کا اصل اصول قرار دیا مگر کیا یہ اسلام کی صحیح تفسیر ہے؟ ہر گز نہیں۔ اگر اسے صحیح مانا جائے تو بڑے بڑے ظالم سلاطین جنھیں یہ ذوق ملک گیری بہت شدید تھا سچے مسلمان سمجھے جائیں۔

مسلمان کا نام محدود ہو جائے نیپولین تیمور اور نادر میں اور آج ہٹلر اور مسولینی سب سے بڑے مسلمان ہوں گے کیا "اسلام" کی پاکدامانی اور صلح پسندی اس تعبیر کی متحمل ہو سکتی ہے؟ ہر گز نہیں۔

کیا ٹوٹے پھوٹے کھنڈروں میں مسجد کی محرابوں میں۔ بازار تجارت میں سچے مسلمانوں کا وجود نہیں ہو سکتا۔ کیا رسول اللہ کی مسجد کے اصحاب صفہ اور سلمان، ابوذر کے ایسے لوگ جو میدان جنگ کے شہسوار نہیں تھے اسلام سے محروم سمجھے جائیں گے۔

کیا بے موقع اور بے محل اقدام جنگ بھی اسلام کی حقیقی روح ہو گا اور کیا زمانہ امن و صلح میں بھی نظام عسکری ہی مذہب کا مستقل آئین سمجھا جائے گا۔

کچھ لوگوں نے اس کے ساتھ اطاعت حاکم اور ذوق انقیاد کو بڑی چیز سمجھا اور اسے اسلام کے اصول میں خاص اہمیت دیدی مگر کیا ہر حاکم کی اطاعت اسلام کا مقصد ہو سکتا ہی اور ہر ایک کے سامنے سر جھکا دینا اُس کا نصب العین بن سکتا ہی؟

اصل حقیقت یہ ہی کہ ان تمام لوگوں نے اسلام کے وسیع و مکمل مفہوم میں سے ایک ایک جزو لے لیا ہی اور اُسی کو سب کچھ قرار دے کر حد سے بڑھا دیا ہے۔

"حقیقت اسلام" ایک بلند اور کامل نصب العین ہی جس میں کلمہ، نماز اور روزہ حج اور زکوٰۃ بھی داخل ہیں۔ بلند مقاصد کی حفاظت کے لئے سرفروشی و جانبازی بھی اُس کا ایک جزو ہے نظام عسکری بھی ان مقاصد کے تحفظ کے لئے ضروری ہے اور اطاعت حاکم بھی ان اصولوں کے ماتحت جو حقائق اسلامی کے محافظ ہوں ضروری قرار دی گئی ہی۔ اور اس کے علاوہ بہت سے وہ شعبے ہیں جو مذکورہ حدود میں داخل نہیں ہوتے۔

"اسلام مجموعہ ہی عقائد اور اعمال کا۔ عقائد وہ جو عمل کا احساس پیدا کرنے والے ہیں، اعمال وہ جو عقیدہ پر چلا کرنے والے ہیں، عقائد وہ جو تمام خلائق کے مقابلہ میں خودداری اور خود اعتمادی

پیدا کرنیوالے اعمال وہ جو دنیا کی شیرازہ بندی کرنیوالے اور اجتماعی نظام کو قوت پہونچانے والے۔ عقائد وہ جو اصلاح کی دعوت دینے والے۔ اعمال وہ جو اصلاح کے مقصد کی تکمیل کرنے والے ہیں۔ اسلام کی حقیقت کے لئے اگر ہم ایک جامع لفظ تلاش کرنا چاہیں تو وہ صرف "فرض شناسی" ہے۔ اسی کو وسعت دیجئے تو عقائد اور اعمال کی پوری دنیا آجائے۔

تمام عقائد اسی فرض شناسی کے جذبہ کو بیدار کرنے والے اور تمام اعمال اسی فرض شناسی کے خارجی مظاہرے ہیں۔

اسی فرض شناسی میں حقوق اللہ داخل ہیں۔ اسی میں حقوق الناس اسی میں اچھائیوں کی پابندی مضمر ہے۔ اسی میں برائیوں سے علیحدگی اسی میں حاکم کی اطاعت درج ہے اور اسی میں نظام اجتماعی کا استحکام اور مرکز کا متحد ہونا بھی مشترک فرائض کی تکمیل کی ایک لازمی شرط ہے۔

یہ خیال کرنا کہ اسلام بس کلمہ نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ میں مکمل ہو جاتا ہے درست نہیں ہے آخر سچائی۔ انصاف۔ امانتداری حفاظت شناسی کا بھی تو کوئی درجہ ہے اور جہاد فی سبیل اللہ بھی تو کوئی چیز ہے؟

اسی طرح یہ سمجھنا کہ اسلام بس غلبہ و اقتدار اور نظام عسکری کی تکمیل کا نام ہے۔ یہ بھی غلط ہے اس کے ساتھ رحم و کرم و مساوات وایثار اور خدا کی بندگی کے انفرادی فرائض اور حقوق خلق کا لحاظ بھی تو ضروری ہے۔

وہ مسلمان کیا کریں جنھیں ناسازگار فضا میں رہنا ہو جہاں حصول اقتدار کا کوئی موقع نہ ہو اور نظام عسکری کا وجود نہ ہو سکے۔ کیا یہ لوگ اپنے تئیں مسلمان نہ سمجھیں اس لئے کہ اسلام کی طرف سے اب اُن کے لیے کوئی نصب العین باقی نہیں رہا۔

وہ مسلمان جو تقسیم عمل کی بنا پر دوسرے اقتصادی اور عملی کام انجام دیتے ہیں اور فوجی نظام میں داخل نہیں ہو سکتے۔ کیا وہ اپنے تئیں حقیقت اسلام سے بیگانہ سمجھ لیں اور کیا جس وقت مستقل امن قائم ہو جائے اور نظام عسکری کی ضرورت باقی نہ رہے اُس وقت کیلئے اسلام کا کوئی نظام نہیں ہے اور کیا اُس وقت خود اسلام کی بھی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

حاکم کی اطاعت فرض ہے مگر بڑا غلط خیال ہے یہ کہ مسلمانوں کا ہر بادشاہ امام۔ اور اُس کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے۔ مسلمانوں کے بادشاہوں میں ایسے اشخاص بھی ہو سکتے ہیں

جو قرآنی تعلیمات کے خلاف احکام نافذ کریں۔ ایسے بادشاہ بھی ہو سکتے ہیں جو قرآن کو فراموش کر دینا چاہیں بلکہ ایسے بادشاہ بھی ہو سکتے ہیں جو خدا پرستی کے بجائے عملی طور سے اپنی پرستش کی طرف دعوت دیں۔ کیا ایسے بادشاہوں کی اطاعت خدا کی طرف سے فرض ہوگی؟ کیا اسلامی بادشاہ اگر نمرودیت، فرعونیت اور شدادیت کا مجسمہ بن جائیں تب بھی سچے مسلمان اُن کی اطاعت کو ضروری سمجھیں اور کیا ابراہیمیت اور موسویت کی طاقتوں کو اس وقت محو خواب ہی رہنا چاہیئے؟

اس صورت میں تو اسلام کا دنیا میں کوئی نصب العین اور مقصد ہی باقی نہیں رہ سکتا وہ نام ہوگا مختلف بادشاہوں کی متضاد سیاستوں کا جو زمانہ کی رفتار کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں اور جس میں ہر ظلم، نا انصافی، بے باکی اور غلط کاری کی گنجائش ہے۔

اگر حقیقت اسلام ان میں سے ہر ایک کی اطاعت کا نام ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ بسا اوقات اسلام نام ہوگا سفاکی کا۔ ظلم کا۔ قتل و غارت کا۔ ہوس رانی کا۔ اور نہ معلوم کاہے کاہے کا جن باتوں پر انسانیت نفرین کرتی ہے اور تمدن و تہذیب جنھیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

مرکز کو مضبوط کرنا نظام اجتماعی کے لیے یقیناً ضروری ہے مگر مرکز کے انتخاب میں بڑی سوجھ بوجھ کی ضرورت ہے اگر مرکزی نقطہ کی تعیین میں غلطی ہوگی تو پورا دائرہ اجتماعی غلط ہو جائیگا اور اسلام کا تمام نظام اپنے محور سے ہٹ جائے گا۔

ایک مجلس قانونساز کو مرکزی حقوق کا سپرد کر دینا اُسی وقت صحیح رہنمائی کا ضامن ہو سکتا ہے جب اُس کے افراد ہوا و ہوس، خواہش نام و نمود، بیجا ضد اور بے محل حفاظت وقار کے جذبات سے بالاتر ہوں۔ ورنہ دنیا میں بہت سی مجلسیں بنتی ہیں جو اشخاص کے ذاتی اقتدار کا آلہ کار رہتی ہیں اور جمہور کو دھوکا دے کر اُن کے سر پر مسلّط رہتی اور اُن کو نفع کے بجائے نقصان پہونچاتی ہیں۔

مرکزی شخصی یا مجلسی مطلق العنانی کا سدّباب قرآن کے ذریعہ سے ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن خود تعبیرات کا پابند ہے۔ اس لئے مرکز یا مجلس قانون ساز جیسی چاہے گا ویسی اُس کی تعبیر کردے گا چاہے حقیقتہً وہ صحیح ہو یا غلط۔ جب تک مرکز خود ایسا نہ ہو جو تعلیمات اسلامی کی روح کا محافظ ہو اُس وقت تک قرآنی دستور العمل بالکل ناکافی ہے۔

اس وقت ہم آپ کے سامنے اسلام کے ہول اور فروع کے

متعلق ایک واضح بیان پیش کرنا چاہتے ہیں ممکن ہے اس سے آپ کو "حقیقت اسلام" کا سراغ مل سکے

(اصول دین)

اسلام حقیقی کے اصول حسب ذیل ہیں:-

(۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت (۴) امامت (۵) معاد

اب آپ ان میں سے ہر ایک پر غور فرمایئے۔

(توحید)

یہ اصل اصول اور بنیاد اساسی ہے۔ اس میں تمام عالم انسانیت کو ایک مشترکہ نقطہ کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جو سب کا مرکز قرار پائے[۱] ہزار در ہزار نسل، وطن، قوم، اور رنگ کے تفرقوں کے باوجود دنیا منسلک ہوجاتی ہے ایک نظام میں اُس ایک ہستی کے اقرار سے جو سب کا خالق اور معبود ہے[۲] اس میں احساس پیدا کیا جاتا ہے کہ انسان مطلق العنان نہیں ہے اگر سب ذاتی خواہشوں کے غلام ہوتے تو ہر ایک کی طبیعت اور خواہش کے اختلاف سے عمل اور مقصد میں اختلاف پیدا ہوسکتا تھا[۳] مگر یہ

---

[۱] الٰھکم اللہ واحد [۲] ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ۔
[۳] لو اتبع الحق اھواءھم لفسدت السموٰت والارض۔

سب ایک حاکم کے فرمانبردار ہیں اس لیے ان کا آہنگ عمل اور مقصد ایک ہونا چاہئے۔ یہ حاکم کیسا ہے؟ حاضر و ناظر ہے[1]۔ ہر جگہ موجود ہے اور ہر بات کو جانتا ہے[2]۔ اس لئے انسان کو ہوشیار رہنا چاہیے کہ کوئی بات خلاف قانون نہ بجالائے۔ کسی کام کو چوری چھپے کرکے مطمئن نہ ہو جائے کہ کسی نے نہیں دیکھا کیونکہ اُس نے دیکھ لیا جس کے ہاتھ میں جزا اور سزا ہے[3] وہ ایک اکیلا ہے۔ کوئی اس کا مثل و مقابل نہیں اس لئے بس اُسی کی رضامندی کی فکر رہنا چاہیے اور اُسی کی ناراضگی سے اندیشہ کرنا چاہیے[4] اُس کی طاقت ہر ایک سے غالب ہے[5]۔ اس لئے ناحق کسی کی طاقت سے مرعوب نہ ہو۔ وہ ہر بات پر قادر ہے[6]۔ اس لئے کسی دشوار بات کو ناممکن نہ سمجھو۔ وہ ہر کمزوری کا آخری سہارا ہے اس لئے اپنی کمزوری سے کبھی ناامید نہ ہو[7]۔

اس عقیدہ سے ایک وسیع انسانی برادری کی تشکیل ہوتی ہے

---

[1] عالم الغیب والشھادۃ [2] ان اللہ بکل شیئ علیم [3] یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ وھو معھم اذ یبیتون ما لا یرضیٰ من القول وکان اللہ بما یعملون محیطا [4] تخشون الناس واللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مومنین [5] ھو القاھر فوق عبادہ [6] ان اللہ علیٰ کل شیئ قدیر [7] لا تیئسو من روح اللہ انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون

جن میں سے ہر فرد دوسرے کے ساتھ اتحاد و مساوات کا احساس رکھتی ہو اور سب ایک نصب العین پر گامزن ہوں۔ سب اپنی خواہشوں کو مشترک اصول اور مقصد میں فنا کر دیں اور سب اپنے واحد حاکم کی رضامندی کے خلوت اور انجمن ہر حالت میں طلبگار رہیں اور کسی وقت قانون کے احترام کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اس جماعت کے افراد میں خودداری ہو کہ وہ کسی مادی طاقت کے سامنے سر جھکائیں۔ بلند حوصلگی ہو کہ کسی دشوار مقصد کو ناممکن سمجھیں اور اعتماد ہو جس سے کبھی اپنے دل میں یاس کا گزر نہ ہونے دیں۔

دیکھئے تو یہی وہ عناصر ترقی ہیں جو بلند مرتبہ اقوام کے شایانِ شان ہیں۔

عدل

یہ در اصل توحید ہی کا ایک شعبہ ہے۔ خدا کی بلند و برتر ذات کے افعال کو کیسا ہونا چاہئے؟ جیسے اس کی ذات کامل ویسے ہی اس کے افعال۔ اُن میں نقصان، فساد، خرابی اور بُرائی کا گزر نہیں ہو سکتا۔ اس کا قانون جو اس کے تمام کاموں میں جاری ہے عدالت ہے[1]

---

[1] وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ۔

یعنی ہر کام اُس کا حکمت اور مصلحت کے موافق ہے کسی کی حق تلفی، کسی پر ظلم[1] اور کوئی کام عبث اور بے کار نہیں کرتا۔ اُس کی عدالت ہی بندوں سے بھی انصاف اور عدالت کی طالب ہے[2] اُس نے ہمیں ایک امانت دی ہے جس کا نام ہے اختیار۔ ہمیں اس اختیار کو قانون عدالت کے مطابق صرف کرنا چاہیے۔ عدل کا مقابل ہے ظلم۔ ظالموں پر خدا نے لعنت کی ہے[3] اس لئے کہ وہ خدا کے قانون کو توڑنے والے ہیں[4]۔

اس عقیدہ سے اُس برادری میں جو انسانیت کے حدود میں قائم کی گئی ہے تبادلۂ حقوق اور انصاف و مساوات کی بنیادیں مضبوط ہوتی ہیں اس برادری کے افراد ایک دوسرے کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے[5] کیونکہ یہ ظلم ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ایک کو دوسرے پر اس دنیا میں فوقیت جو نظر آتی ہے یہ بالکل وقتی اور عارضی ہے خالق کی نگاہ میں سب یکساں ہیں اور وہ سب کے ساتھ یکساں سلوک کرے گا۔ گناہ اگر غریب کرے گا تو سزا ملے گی اور امیر

---

[1] ان اللہ لیس بظلام للعبید [2] ان اللہ یامر بالعدل والاحسان
[3] الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین [4] ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظالمون [5] لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم۔

کرے گا تو سزا پائے گا۔ وہاں اس کی دولت اور تونگری کچھ کام نہ آئے گی نہ یہ رشوت دے کر اپنے بچاؤ کا سامان نکال سکے گا اور اچھا کام اگر امیر کرے گا تو انعام پائے گا اور غریب کرے گا تو انعام پائیگا اس کی غربت اس کی کس مپرسی کا باعث نہ ہوگی۔ اس طرح ہر شخص کو اپنے فرائض کا احساس پیدا ہوتا ہے اور اپنے اعمال کی جانچ کی ضرورت پڑتی ہے۔ افراط اور تفریط۔ اسراف اور کنجوسی سب ظلم ہیں اور ہر چیز میں وسط کا نقطہ عدالت کا مرکز ہے۔ انسانی کمالات کی دنیا اسی اعتدال کے نقطہ پر مبنی ہے۔

خدا کو عادل سمجھنا اس اعتدال کی پابندی کا واحد محرک ہے اور اسی لئے جو اس اعتدال پر قائم رہیں انہیں عادل کہا جاتا ہے اور سچے مسلمان وہی ہیں جو عدالت کی صفت سے ممتاز ہوں [۱]

نبوت

یہ تیسرا اصول ہے۔ حاکم مطلق یعنی خدائے واحد کے احکام و قوانین کا رعایا تک پہونچانے والا اُس کے فرمانوں کا اجراء کرنے والا

---

[۱] وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس۔

اُس کے پیغام کا پہونچانے والا رسول ہوتا ہے جو اپنے اخلاق اور سیرت میں ایک معیار اور اعلیٰ مثال ہوتا ہے[۱]۔ سب پر اس کی اطاعت لازم ہے کیونکہ وہ عام خلائق میں خدائے احکم الحاکمین کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اس کے احکام خدا کے احکام ہوتے ہیں[۲]۔ کسی کو اس کے مقابلہ میں اپنی عقل آرائی اور طبع آزمائی کا حق نہیں ہے۔ نہ اُس کے فیصلے کے بعد کسی کو چون و چرا کا موقع ہے[۳]۔

طرفداری، جاہ طلبی، خودغرضی، انانیت، جبروت اور نفسانیت سے پیدا شدہ کشمکش جو جماعت کے افتراق کا باعث ہوتی ہے محو ہو جانا چاہیے اُس اختیار و اقتدار کے نیچے جو رسول کو حاصل ہے اور اسی خودمختارانہ اقتدار میں جماعت کی تنظیم و ترتیب اور نظم و اجتماع کا راز مضمر ہے۔

امامت

رسول کی زندگی دنیا میں محدود ہے اُن کے دنیا سے اُٹھ جانے کے

۱ه لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ ۲ه ما آتاکم الرسول ما نہاکم عنہ فانتہوا ۳ه وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللّٰہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم۔

بعد اگر عام رعایا کو انہی کی رائے، خواہش اور مرضی پر چھوڑ دیا جائے تو پھر وہی مطلق العنانی، خود غرضی برسر کار آ جائے گی اور جذبات کی حکومت ہو جائے گی جس کا نتیجہ سوائے افتراق و انتشار اور ابتری کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ جو نظم و شیرازہ رسول کی خود مختار آمریت سے قائم ہوا تھا وہ پریشان ہو جائے گا۔ اگر اُن کے بعد افراد اور جماعتوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے اور اُن کے لیے کوئی واحد مرکز مقرر نہ کیا جائے

عقیدہ امامت اس جماعتی انتشار کا سدباب ہے وہ یہ تسلیم کراتا ہے کہ نبی کے بعد بھی خداوندی قانون پر دنیا کو چلانے کے لئے مرکز موجود ہے۔ وہ مرکز ایک ایسا شخص ہے جو خود قانون پر عمل کا بہترین نمونہ ہے اور قانون کے جزئیات پر پورے طور سے مطلع۔ تاکہ اُس کی پیروی کر کے لوگ صحیح اصول سے ہٹنے نہ پائیں۔ جماعت کا انتظام اور شیرازہ بندی ایسی ہستی کے وجود پر موقوف ہے۔ اس کی اطاعت رسول کی اطاعت کی طرح ضروری ہے[۱] کیونکہ جس طرح رسول خدا کا نمایندہ تھا۔ اُس طرح یہ اس رسول کا جانشین ہے وہی تمام امت اسلامیہ

---

[۱] اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

کے لئے مرکز بن سکتا ہے اور اگر کسی وقت میں جیسا کہ آج کل ہے اُس تک دسترس نہ ہو تو وہی اشخاص جو رسولؐ اور ائمہ کے تعلیمات کے حامل ہوں مرکز اُمت قرار پا سکتے ہیں اُن کے ہدایات پر عمل کرنا جو کتاب و سنت کے ماتحت ہوں تمام مسلمانوں کا فرض ہوگا اور جو نظام ان تعلیمات پر مبنی ہو وہی اسلامی نظام سمجھا جا سکے گا۔ اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اسلام نے خلق کے لئے ایک مرکز کی ضرورت تسلیم کی ہے مگر یہ مرکز مادی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ روحانی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مرکز میں اصلی حکومت خدا کی ہے[۵۱] اور اس کی نمائندگی میں رسولؐ اور اُس کے جانشین یا اُن کے تعلیمات کے حامل افراد دنیا کے لئے مرکز اتباع ہیں یہ وہ نظام نہیں ہے جس کی بنیاد قہرمانی طاقت پر ہو بلکہ وہ نظام ہے جس کا اصلی دارالسلطنت دل ہے اور دلوں پر حکومت کر کے افعال و اعمال کو پابند بنایا جاتا ہے۔ اسلام میں سلطنت خدا کی ہے دنیوی بادشاہت کوئی چیز نہیں ہے۔

بادشاہ کی اطاعت اپنی حفاظت جان و مال کیلئے ایک مجبورانہ فعل ہے[۵۲]

---

۵۱ انّ الارض للّٰہ۔
۵۲ الامن اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔

جوامن و امان قائم رکھنے کے لئے وقتی حیثیت سے ضروری ہے مگر اُسے کوئی مستقل حیثیت اور حقانیت کا درجہ حاصل نہیں ہے۔

اسلام کسی شہنشاہیت کی بنیاد قائم نہیں کرتا بلکہ انسانیت کا نظام بناتا ہے اور ایک قوم کی تشکیل کرتا ہے جو انسانیت کا صحیح نمونہ ہو اور اس نظام انسانیت کے لیئے ایک محافظ قرار دیتا ہے جو ان تمام کامل انسانوں کا واحد مرکز ہو یہ اپنے زمانہ میں رسول ہے اور رسول کے بعد اس کے نامزد کردہ جانشین یعنی امام اور اگر امام بہ راہ راست رہنمائی سے مجبور ہوں تو ایسے افراد جو اُن کی تعلیمات پر زیادہ سے زیادہ مطلع اور عامل ہوں۔

(معاد)

خدائے واحد کے مقرر کردہ نظام کی پابندی، اس کے نمائندۂ خصوصی یعنی رسولؐ کے پیغام کی قبولیت اور اُن کے جانشینوں کے احکام کی اطاعت کے لئے جزا و سزا کا نفاذ ضروری ہے یہ خدا کی عدالت کا لازمی تقاضا ہے [1] اور اسی سے

[1] یوم نضع الموازین القسط لیوم القیامۃ۔

طاعت گزار اور نافرمان اشخاص میں امتیاز قائم ہوتا ہے۔

مندرجۂ بالا بیان سے آپ کو معلوم ہو گا کہ اصول دین ایک سلسلہ کی کڑیاں ہیں جن میں سے ایک کڑی بھی نکال دی جائے تو نظام برہم ہو جائے گا اور تمام اصول کا مقصد یہ ہے کہ خدا کی حکومت کے آگے سر تسلیم خم کیا جائے۔

اُس کے مقابلہ میں کسی کی اطاعت نہ کی جائے اُس کے قانون کی پابندی ہو اور اُس قانون کے جاری کرنے والے اور اُس کی حفاظت کرنے والے اور اُس کے قائم رکھنے والوں کی اطاعت کی جائے۔ اس قانون پر عمل کے لئے جزا اور اس قانون توڑنے کے لئے سزا مقرر ہے جس کا نام معاد ہے۔

(فروع دین)

قانون الٰہی کے تحت میں کچھ احکام جاری کئے گئے ہیں اور فرائض قرار دئے گئے ہیں جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ ان کا نام فروع دین ہے ان پر عمل کرنا ایک سچّے مسلمان کی نشانی ہے اور بغیر ان پر عمل کے اسلام کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

(۱)	نماز	انفرادی تکمیل کے لئے
(۲)	روزہ	
(۳)	حج	اجتماعی زندگی کی تکمیل کے لئے
(۴)	زکوٰۃ	
(۵)	خمس	
(۶)	جہاد	
(۷)	امر بالمعروف و نہی عن المنکر	

(نماز)

حاکم اصلی یعنی مرکز احدیت کے ساتھ ارتباط کا احساس پیدا کرنے والی، اُس کے دربار میں ہر روز حاضری کا تخیل قائم کرنے والی اور اُس کے ساتھ اپنے رشتۂ عبودیت کی برابر یاد دلانے والی ہے۔

اس کا اصل جوہر ہے اپنے گرد و پیش کی ہر چیز کو بھول کر اپنے خدا کی طرف خالص توجہ کا حاصل کرنا۔ مادی ماحول کو عبور کر کے مرکز حقیقت پر نگاہ کو قائم رکھنا۔ بار بار کی ریاضت سے اگر یہی چیز دماغ میں راسخ ہو گئی تو انسان اپنے تمام فرائض کا احساس

رکھے گا اور کوئی ایک بھی اخلاقی یا اجتماعی جرم اُس سے صادر نہیں ہو سکتا [۱]

(روزہ)

ضبط نفس کی عملی مشق۔ خواہشوں سے مقابلہ کی ورزش اور جہادِ نفس کی تیاری کا میدان ہے۔ قانون کی خلاف ورزیاں تمام انسانی جذبات اور خواہشوں سے ہوتی ہیں اگر جذبات پر قابو حاصل ہو جائے تو انسان فرائض کو نظر انداز نہ کرے روزہ ان ہی جذبات کے مغلوب کرنے کا عملی ذریعہ ہے اسی سے تقوےٰ کی صفت پیدا ہوتی ہے [۲] جس کا دوسرا نام ہے احساس فرائض۔ سب سے زیادہ کامل انسان وہی ہے جو سب سے زیادہ فرض شناس ہو [۳]

---

[۱] انّ الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشآء والمنکر۔

[۲] کتب علیکم الصیام کما کتب علی الّذین من قبلکم لعلکم تتّقون۔

[۳] انّ اکرمکم عنداللہ اتقاکم۔

(حج)

فرض کے احساس میں وطنی زندگی، راحت اور آرام اور اس کے ساتھ ساتھ مال کی قربانی کرنا ہے۔ مختلف ممالک کے قومی اور وطنی امتیازات کو بھلا کر سب کے ایک نقطہ پر مجتمع ہونے کا مظاہرہ ہے[1] اور یہ بتلانا ہے کہ مشترک مقصد کے حاصل کرنے میں آپس کے نسلی اور وطنی امتیازات سدِّ راہ نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ مسلمانوں کی وسیع برادری میں میل جول پیدا کر کے اُن کو اجتماعی زندگی کے فوائد سے روشناس بنانا ہے اور اُن کو ایک جگہ جمع کر کے جماعتی مفاد کے تدابیر سوچنے اور تبادلہ خیالات کرنے کا موقع دینا ہے۔

(زکوٰۃ و خمس)

دولتمند طبقہ میں ایثار و ہمدردی کا احساس پیدا کرنا

---

[1] جعلنا البیت مثابۃ للناس۔

اسلامی جماعت کے محتاج افراد کی احتیاج کو دور کر کے جماعت کو مضبوط بنانا اور مخصوص سرمایہ سے مشترک مقاصد کے حصول کا سامان مہیا کرنا۔

(جہاد)

انفرادی زندگی کو اجتماعی زندگی کے مفاد پر قربان کر دینا اور بیرونی خطرات سے جماعت کو محفوظ رکھنا۔

امر بالمعروف

(اور)

نہی عن المنکر

خداوندی حکومت کا رضاکارانہ فرض، خلق خدا کی بہبودی اور مفاد عامہ کی حفاظت اور قانون خداوندی کے احترام کو قائم رکھنے میں ہر مسلمان کو ایک سپاہی کی حیثیت سے حصہ لینا اور ہمدردی کے ساتھ ہر غلط رستہ چلنے والے کو ٹھیک رستے پر لانے کی کوشش کرنا [1]

[1] ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔

غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ فروع دین بھی ایک سلسلہ کی کڑیاں ہیں جن کا مقصد ہے عادل مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت کا قائم کرنا جو فرائض کا احساس رکھنے کے ساتھ بیرونی خطرات سے محفوظ ہوں اور جن میں کا ہر فرد محتاجی سے آزاد ہو کر پوری توجہ سے مفاد عام میں کوشاں ہو اور شخصی مفاد کو اجتماعی مصلحت پر قربان کرنے کے لیئے تیار رہو۔

اصول و فروع

کا

مجموعی خلاصہ

اب آپ ایک نظر سے اگر اصول اور فروع دونوں کو دیکھیے تو معلوم ہو گا کہ اسلام کا مقصد ہے ایک ایسی قوم کا پیدا کرنا جو خدا کی بادشاہت کو تسلیم کرے اس کے مقرر کردہ حاکم (رسول) اور اس کے نائبین (اولوا الامر یعنی ائمہ) کے احکام پر وفاداری کے ساتھ عمل کرے تشتت و افتراق اور باہمی اختلافات سے بچتے ہوئے سب اسی ایک رشتہ میں منسلک ہوں

فرائض کا احساس رکھیں۔ کسی دنیاوی طاقت سے مرعوب نہ ہوں۔ نہ کسی لالچ کے فریب میں مبتلا ہوں۔

اپنے مالک کی طاقت پر بھروسا رکھیں۔ کبھی ہمت نہ نہ ہاریں۔ نہ کبھی ناامید ہوں۔ آپس میں اتحاد و مساوات کا خیال کریں۔ قانون عدالت کے پابند رہیں۔ باہمی حقوق کا لحاظ رکھیں اور اپنے تمام افعال میں افراط و تفریط سے بچتے ہوئے نقطۂ اعتدال پر قائم رہنے کی کوشش کریں خدا اور رسولؐ کے احکام کے سامنے اپنے اختیارات خصوصی اور حقوق امتیازی کا دعویٰ نہ کریں۔ اپنی مرضی کو قانون کے ماتحت رکھیں اور احکام رسولؐ کا تابع قرار دیں۔ اپنے مرکز سے کبھی منحرف نہوں اور خود سری و سرکشی کے مرتکب نہوں دنیا کی وقتی کامیابی و ناکامی کے آگے ایک آخری انجام کا یقین رکھیں اور اپنے اعمال و فرائض میں آخرت کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ قانون کی پابندی کو فرض سمجھیں اور اپنی ذاتی خواہشوں اور نفسانی تقاضوں کو اپنے قابو میں رکھیں۔ اچھے افعال کے پابند ہوں اور برے افعال سے کنارہ کشی کریں۔ فرائض کی

بجا آوری میں جسمانی مشقت اور مالی قربانی کو برداشت کر سکیں اور ضرورت ہو تو جان تک دینا گوارا کر لیں۔ آپس میں اجتماعی رشتہ کو مضبوط و مستحکم رکھیں اور کمزور افراد کو اپنے سرمایہ اور طاقت سے فائدہ پہونچا کر مشترک مقصد کو قوت پہونچائیں۔

یہ جماعت اپنی فرض شناسی، ایثار اور تنظیم کی وجہ سے ایسی طاقتور ہو کہ بیرونی حملوں کا خطرہ نہ پیدا ہو اور اُن میں سے ہر فرد بلا کسی خارجی رکاوٹ کے اپنی داخلی اصلاح اور قومی تربیت اور ناواقف افراد کی رہنمائی اور ناقص اجزا کی تکمیل میں ہمہ تن سرگرم ہو۔

یہ ہونگے حقیقی مسلمان اور جس دنیا میں ایسے آدمی بس جائیں وہ ہوگا واقعی "دار الاسلام"!

کیا رسولؐ کے بعد ظاہری مسلمانوں نے کبھی اس پر غور کیا اور ہوس ملک گیری کے پیچھے اس طرح کی جماعت کی تشکیل کی بھی کوشش ہوئی؟

اسی کا نتیجہ تھا کہ (فانتم الاعلون) کا وعدہ ختم ہو گیا اور مسلمان "دنیا میں محکوم ہو گئے۔

کاش اب بھی آنکھیں کھلیں اور سمجھیں کہ ہماری تمام ترقیاں "مسلمان" بننے میں مضمر ہیں۔

مردم شماری میں اضافہ سے کوئی حاصل نہ ہوگا جب تک مسلمانوں میں "حقیقت اسلام" کا جوہر پیدا نہ ہوگا۔ اور "پاکستان" کی خیالی دنیا مفتوح ہو جائے گی۔ جبکہ اُس میں وہ مسلمان نہونگے جو اپنے اوصاف سے دنیا بھر کو فتح کر سکتے ہوں۔ والسلام

علی نقی النقوی عفی عنہ
آگرہ
۱۴ ذی القعدہ ۱۳۵۹ھ

امامیہ مشن رجسٹرڈ لکھنؤ کی امداد کے طریقے

اول - جو حضرات سابق میں ممبری قبول فرما چکے ہیں اور درمیان میں کسی وجہ سے سلسلہ منقطع ہو گیا ہے وہ مکرر گزشتہ چندہ ادا فرما کر اپنی ممبری کو جاری رکھیں۔

دوم - جن حضرات کو ابتک مشن کی ممبری کا موقع حاصل نہیں ہوا ہے وہ اپنی پہلی فرصت میں ممبری قبول فرمائیں اور انصارین میں شامل ہوں۔

سوم - مشن کے شائع کردہ رسالوں کو خرید فرما کر غیر اقوام میں مفت تقسیم کریں اور اپنے حلقہ اثر سے دیگر مومنین کو ممبر بنا کر مشن کے ممبران کی تعداد میں اضافہ فرمائیں تاکہ مشن کا حلقہ اثر اور بڑھے۔

چہارم - مشن کی بک ایجنسی کی کتابیں خرید فرمادیں اور لکھنؤ میں ملنے والی ہر علمی ادبی اخلاقی - دینی کتاب مشن کے ذریعہ طلب فرما کر معین ہوں۔

پنجم - تاجران کتب مشن کے رسائل تجارتی نرخ سے نقد قیمت پر خرید فرما کر مختلف مقامات پر مشن کی ایجنسیاں قائم کریں اور اس ذریعہ سے مشن کے رسائل کی اشاعت میں حصہ لیں

ششم - مشن کے وہ رسائل جو واقعات کربلا سے تعلق رکھتے ہیں خرید فرما کر مجالس عزا میں شیرینی کی جگہ پر تقسیم فرمائیں جس سے مومنین کو غذائے روحانی حاصل ہو اور ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق قرار پائے۔

نمبر شمار	نام رسالہ	قیمت	محصول ڈاک	نمبر شمار	نام رسالہ	قیمت	محصول ڈاک
۴۱	مسئلہ فدک	۰۵ر	ار	۵۸	اسلامی عقائد	۲ر	÷ر
۴۲	تاجدار کعبہ	ار	÷ر	۵۹	آثار باقیہ	ار	÷ر
۴۳	خلافت و امامت حصہ اول	۰۵ر	ار	۶۰	صحیفہ سجادیہ کی عظمت	۰۱ر	÷ر
۴۴	〃 دوم	۰۴ر	ار	۶۱	خلافت و امامت حصہ پنجم	۲ر	ار
۴۵	〃 سوم	۴ر	ار	۶۲	خدا کی معرفت	۸ر	ا÷ر
۴۶	تحقیق اذان	ار	÷ر	۶۳	شہدائے کربلا حصہ سوم	۴ر	ار
۴۷	فروا لجناح	÷ر	÷ر	۶۴	خلافت و امامت حصہ ششم	۸ر	ا÷ر
۴۸	شہدائے کربلا حصہ اول	۴ر	ار	۶۵	دی لاسٹ مسیج آف حسینؑ	۲ر	÷ر
۴۹	کربلا کا مہا سمر ہندی	۲ر	÷ر	۶۶	ہمارے رسوم و قیود	۲ر	÷ر
۵۰	حسینؑ اینڈ دی پلین آف کربلا انگریزی	۰۱ر	÷ر	۶۷	شیعوں کی تازہ زندگی	ار	÷ر
۵۱	مشہد اعظم	ار	÷ر	۶۸	صحیفۂ اعمال	عہ/	۳ر
۵۲	لا تفسدوا فی الارض	۸ر	ا÷ر	۶۹	مذہب شیعہ اور تبلیغ	ار	÷ر
۵۳	نہج البلاغہ کا استناد	۴ر	ار	۷۰	اسیری اہل حرم	۰۱	÷ر
۵۴	خلافت و امامت حصہ چہارم	۳ر	ار	۷۱	دی مشن آف حسینؑ انگریزی	ا	÷ر
۵۵	شہدائے کربلا حصہ دوم	۰۵ر	ار	۷۲	نظام زندگی حصہ اول	۴	ار
۵۶	اولو الائمہ کے تعلیمات	۴ر	ار	۷۳	〃 دوم	۵	ار
۵۷	حسینؑ کا پیغام عالم انسانیت کے نام	ار	÷ر	۷۴	حقیقت اسلام	۰۱	÷

لکھنؤ میں ملنے والی ہر علمی، ادبی، اخلاقی، دینی کتاب

مشن کے ذریعہ سے طلب فرمائیے

فہرست امامیہ مشن بک ایجنسی لکھنو

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	خرچہ ڈاک	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	خرچہ ڈاک
۱	کائنات قبل از اسلام	۲ر	۔ر	۱۵	قاتلان عثمان	۵ر	۱ر
۲	قاتلان حسینؑ کی گرفتاری	۸ر	۲ر	۱۶	میکدۂ اسلام	۳ر	۔ر
۳	حجج و بینات	عہ ر	۲ر	۱۷	حصول اسلام کی حقیقت	۴ر	۱ر
۴	وجیزۃ الاحکام	۴ر	۱ر	۱۸	تقیہ	۲ر	۔ر
۵	صحیفۂ تجلی	۸ر	۱ر	۱۹	میزان محبت	۳ر	۔ر
۶	گل عصمت	۱۰ر	۔ر	۲۰	تبرے کی حقیقت	۴ر	۱ر
۷	رجال بخاری حصۂ دوم	۶ر	۱ر	۲۱	حسینؑ اور مذہب	۱ر	۔ر
۸	رسولؐ کی بیٹی	۳ر	۔ر	۲۲	فتح مبین	۳ر	۱ر
۹	تاریخ ازدواج	۸ر	۱ر	۲۳	الشیعہ	۴ر	۱ر
۱۰	الہامی کلمات	۳ر	۱ر	۲۴	ثبوت تقیہ	۱۰ر	۔ر
۱۱	شہید اسلام	عمار	۵ر	۲۵	ذاکری کی پہلی کتاب	۳ر	۱ر
۱۲	ثانی زہرا	۱عہ ر	۲ر	۲۶	" حصۂ دوم	۳ر	۱ر
۱۳	ہمارے رسول	۳ر	۱ر	۲۷	شادی خانہ آبادی	۲ر	۔ر
۱۴	ہماری خاتون جنت	۲ر	۱ر	۲۸	گاؤکشی اور مسلمان	۴ر	۔ر

ملنے کا پتہ ـــ سکریٹری امامیہ مشن رجسٹرڈ نخاس لکھنو

پبلشر سید مصطفیٰ حسن رضوی سکریٹری امامیہ مشن رجسٹرڈ نخاس لکھنو

پرنٹر:۔ نثار علی رضوی